رجسٹرڈ نمبر (۱۸۰) آصفیہ

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ؎
سہ ماہی .... عال

قیمت فی پرچہ (۲/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

اڈیٹر:-
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ؎
سہ ماہی .... عال

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۵) | ۲۲ فروری ۱۳۵۵ف | ۲۰ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ | ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء شنبہ | نمبر (۱)

ہندوستان کی قومی تحریک میں فاسطی رجحانات

"اندی پنڈنٹ انڈیا" کا تبصرہ

کیا ہندوستان کو فاسطی راستے کو بھی طے کرنا ہوگا؟ کیا اس سے بچنے کی کوئی توقع نہیں؟ یہ سوالات ہم نے بارہا اٹھائے ہیں اور ہم نے ہندوستان کی جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں کو متنبہ کیا ہے کہ ملک کی سیاسی زندگی میں فاسطی رجحانات پیدا ہو رہے ہیں جو ملک کے لئے خطرناک ثابت ہوں گے۔ ہم نے متنبہ کیا ہے [illegible] سمجھتے ہیں۔ جنگ میں کمیونسٹ پارٹی کے کردار [illegible] حالات [illegible] ہے [illegible] کمیونسٹ پارٹی کے ارکان [illegible] لیکن [illegible] اس بات کی شہادت ملتی ہے کہ ملک کی سیاسی زندگی میں [illegible] پیدا ہو رہی ہے [illegible] عدم رواداری اور [illegible] ایک علامت ہے جو [illegible] تحریک کے علمبرداروں کی طرف سے ظاہر کیا [illegible] ملک کے جمہوریت پسند [illegible] کی توجہ [illegible] کرتے ہوئے [illegible]

تھا کہ آزادی کی منزل جوں جوں قریب آتی ہے یہ اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ کوئی تحریک کے نام سے آزاد ہندوستان پر کہیں ایسے طبقوں سے تعلق رکھنے والی جماعتیں مسلط نہ ہو جائیں اور ملک میں فاسطی دور نہ ہو جائے۔ ہم نے جمہوریت پسند [illegible] اور [illegible] کی تھی کہ وہ [illegible] سے [illegible] اور سماجی و سیاسی جمہوریت کے قیام کے لئے [illegible] ہو جائیں۔

[illegible] اس اپیل کے بعد سے صورت حال اور ابتر ہو گئی۔ ہمارے قومی لیڈروں نے آزاد ہند فوج کے مسئلہ سے فائدہ اٹھا کر ان عوام کو ابھارنا شروع کیا جو غور و فکر کے عادی نہیں۔ کانگریس سے اختلاف رکھنے والی جماعتوں کے نقطہ نظر کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ مخالف کے خیالات کی اشاعت [illegible] بہت سے صورت حال اور پیچیدہ ہو گئی

[illegible] ڈیموکریٹک پارٹی کے ارکان پر حملے کئے گئے۔ مختلف پلیٹ فارم سے ان کو برا بھلا کہا گیا۔ ان سے متعلق خبروں کی اشاعت روک دی گئی۔ اور یہ سب کچھ انتخابات کے زمانہ میں ہوا اور ملک کی سیاسی زندگی کی آجکل یہی اہم خصوصیت ہے۔ کمیونسٹ پارٹی کے ارکان کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ ان کی حالت تو ہم سے بدتر رہی۔

یہی کافی نہیں تھا اس مہم کا جو کانگریسی لیڈروں نے کچھ عرصہ سے کمیونسٹ پارٹی کے خلاف جاری رکھی تھی۔ کمیونسٹ پارٹی کے صدر دفتر پر جو حملہ ہوا وہ جان بوجھ کر اور منظم طریقہ سے کیا گیا۔ اس کے پیچھے سیاسی محرکات کار فرما تھے۔ ممکن ہے کہ اس واقعہ کو ایک معمولی سا حادثہ تصور کیا جائے۔ اور اس کو کانگریسی لیڈروں سے منسوب نہ کیا جائے۔ خود کمیونسٹ پارٹی کے لیڈروں کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حملہ کرنے والوں کو کانگریس سے بے تعلق سمجھتے ہیں اور کانگریس سے اپیل کرتے ہیں کہ اس غنڈہ گردی کو روکنے میں وہ تعاون کریں۔ مگر واقعہ اس کے برعکس ہے۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے قومی تحریک کی بنیادوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ جس وقت کانگریس نے اصلاحات کے محدود مطالبہ سے آگے بڑھ کر اپنی تحریک میں عوام کو داخل کیا اس وقت سے قومی تحریک کا مقصد آزادی [illegible] ایک ہی رہا [illegible] کانگریس نے ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف قدم اٹھایا۔ اس زمانہ سے گاندھی جی کی سیاست کا دور شروع ہوا [illegible] قومی آزادی کو [illegible] یہاں کانگریس تحریک کے [illegible] [illegible] [illegible] کافی [illegible] کانگریس نے ایک ایسی تحریک کا صورت اختیار کی جو خلاف سامراج تھی اور حقیقت سے انقلابی تھی۔ مگر اس کی تنظیم جمہوریت پسند نہیں تھی اور اس کی قیادت کوئی مخصوص نوعیت کی حامل نہیں تھی۔ اس زمانہ میں بھی کانگریسی قائدین کی رجعت پسندی پوری طرح نمایاں تھی۔ یوم [illegible] ۱۹۴۲ء [illegible] رجحان کے خلاف متنبہ [illegible] تھا۔

دوران جنگ میں کانگریس تو [illegible] دور شروع ہوتا ہے۔ اس دور کی [illegible] یہ ہے کہ ہندوستان کی [illegible]

ہندوستان
کے لئے ذرائع
جیل کے لئے ایجیٹیشن
نیت درست ہے
چاہئیں

۴۸۶ / ۲۹۲

مملکت ہفتہ وار

۲۳ فروردی ۱۳۵۵ ف

تنقید یا تخریب؟

ہم نے ابھی ایک گزشتہ اشاعت میں یہ بتلایا تھا کہ برطانوی پارلیمانی وفد کو حیدرآباد کے بعض اداروں کی جانب سے جو یادداشتیں دی گئی تھیں ان میں غلط بیانی کا عنصر اتنا زیادہ تھا کہ اگر کوئی واقف کار شخص ان یادداشتوں کا تجزیہ کرنے بیٹھ جائے تو اس کو بجز تاسف اور بے بنیاد اتہام تراشی کے ان میں کوئی قابل عمل یا قابل قبول چیز نہیں ملے گی۔ ہم نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ محکمۂ اطلاعات عامہ کو چاہیئے کہ وہ ان یادداشتوں کا بنظر غائر مطالعہ کرے۔ جو شکایتیں صحیح ہوں ان کی اصلاح کی جانب حکومت کو توجہ دلائے اور جو شکایتیں بے بنیاد ہوں ان کی تردید کرے۔ مثال کے طور پر شہری آزادیوں کا موضوع لیجئے۔ مذکورہ یادداشتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ حیدرآباد میں شہری آزادیاں مفقود ہیں۔ محکمۂ اطلاعات اعداد و شمار پیش کر کے بتا سکتا ہے کہ یہ الزام کس حد تک بیجا ہے۔ کوتوالی بلدہ اور کوتوالی اضلاع کے دفاتر یہ مواد دے سکتے ہیں کہ ہر سال کتنے جلسے منعقد کئے جاتے ہیں اور کتنے جلوس نکالے جاتے ہیں نیز مذہبی تقاریب کے بہانے سے کس طرح عوام کو سیاسی مشاغل میں گھسیٹا جاتا ہے۔ محکمۂ پولیس یہ بھی بتا سکتا ہے کہ وہ کس قسم کی تقاریر تھیں اور کس قسم کے مشاغل تھے جن کی وجہ سے حکومت شہری آزادیوں کے استعمال سے متعلق قواعد و ضوابط مرتب کرنے پر مجبور ہوئی۔ اسی طرح مذہبی آزادی سے متعلق سرکاری احکام کی وضاحت کرتے ہوئے اعداد و شمار کے ساتھ بتایا جا سکتا ہے کہ حیدرآباد میں ہر فرقہ کو کس طرح مذہبی فرائض ادا کرنے کی کامل آزادی حاصل ہے۔

سیاسی اداروں کی حد تک تو حیدرآباد کی رواداری قریب قریب عمومیت کے درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ ایسے اداروں اور افراد کو جن کا علانیہ مقصد یہ ہے کہ آصفجاہی حکومت کو تہ و بالا کر دیں آزاد چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ منافرت کا دور دورہ کر کے رعایا کو بھڑکاتے پھریں اور حکومت کے رفاہی اور اصلاحی کاموں میں خلل انداز ہوں چنانچہ اضلاع نلگنڈہ، کریم نگر، ورنگل، اورنگ آباد، پربھنی، بیدر اور عثمان آباد سے جو اطلاعات وصول ہوئی ہیں ان کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں اگر حکومت یوں ہی رواداری کا برتاؤ کرتی رہے تو وہ دن دور نہیں کہ خود غرض یا متعصب افراد رعایا کو بھڑکا کر امن عامہ کو بری طرح ضرر پہنچائیں اور نظم و نسق کی مشنری کو بے اثر کر دیں۔

گزشتہ ہفتہ ہم نے ڈاکٹر سید یار جنگ کا ایک بیان شائع کیا تھا جس میں ہمارے نام نہاد بیباک کارکنوں میں خود غرضی کے نقطۂ نظر اور عوام کی ذہنی کیفیت کا صحیح نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اس بیان کا ایک اقتباس ہم یہاں درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ حکومت مدراس نے نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کے ایک جلسہ پر امتناع عائد کر دیا تھا جس کی صدارت ایک ایسے صاحب کر رہے تھے جن کے کارناموں میں کام سے زیادہ نام نمایاں تھا۔ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سید یار جنگ فرماتے ہیں:

"میں سوچتا ہوں کہ کاش ہماری حکومت بھی ایسے مواقع پر اسی طرح بصیرت اور جرأت دکھاتی جس طرح حکومت مدراس اشخاص اور واقعات کے بارے میں سیدھی سادی سمجھ سے کام لیتی ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے مقامی قائدین کی بھی یہ عادت ہے کہ وہ باہر سے اپنے "استاد و ناصحین" کو اپنی مشکلات میں مدد دینے کے لئے بلاتے ہیں۔ یہ واقعہ کہ قائدین برطانوی ہند کی سیاسی جماعتوں کے نشانات اپنے اوپر چسپاں کرنے سے احتراز نہیں کرتے ہیں اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ مقامی لیڈر خود تعمیری فکر اور کام کے ناقابل ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری حکومت بھی ان کی باتوں اور دھمکیوں کو اہمیت دیتی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری حکومت اس حقیقت سے آگاہ ہو جائے۔ ان قائدین کے خیالات و مطالبات کو عوام کی تائید حاصل نہیں ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ان قائدین کے پیروؤں کی کوئی قابل لحاظ تعداد نہیں ہے۔ عوام کی حیثیت تماشبینوں کی سی ہے جو ہر تماشہ میں چاہے وہ میلہ ہو یا اکھاڑے کا دورہ یا گاندھی جی کی آمد بڑے شوق سے شریک ہوتے ہیں۔"

ایک غذا کے مسئلہ ہی کو لیجئے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے نام نہاد قائدین کو عوام کے مفاد سے کس قدر دلچسپی ہے اور کس طرح ساہوکاروں کے مفاد کی حفاظت کیلئے طریقۂ لیوی کی مخالفت کرتے ہیں اور کنٹرول کارپوریشن کی خریدی میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو ایک طرف سرمایہ داروں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں اور دوسری طرف غذائی تشویش کے زمانہ سے فائدہ اٹھا کر اپنی جماعت کیلئے سیاسی اقتدار کے حصول کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہم نے اس سے قبل بتایا ہے کہ وہ نظم و نسق قابل مذمت ہے جس کا منشا عوام کی فلاح و بہبود نہ ہو اور جس کے مساعی جمہور کے مفاد پر منتج نہ ہوں لیکن ہم اس کے قائل نہیں کہ عوام کا نام لیکر چند سرمایہ دار یا چند ایسے افراد جنہیں فرقہ وارانہ تعصب نے اندھا بنا رکھا ہے غذا کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی کوشش کریں۔ ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان نام نہاد بیباک کارکنوں کی جہاں تک عوام کی فلاح و بہبود کا تعلق ہے بے خبر نہیں ہیں۔ وہ صرف عوام کے نام کھیل رہے ہیں اور چونکہ حکومت کو مرعوب کرنے کا یہی ایک طریقہ دنیا بھر میں رائج ہے اس لئے انہوں نے غلط پروپیگنڈے کے ذریعہ عوام کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہمیں حیرت اس حکومت پر ہے جو سب کچھ دیکھتی ہے اور خاموش ہے [illegible]

...چھپنا چاہتے ہیں کہ ان کی یہ بیجا ذمہ داری
...مسٹر گرگسن کی توقف میں لا کر دار کے
...کچھ ایسے اہم شبہ جات نظر آتے ہیں
...ل کر آزادی بندوبست ... کر دیجئے
...کاروائی جنگلات، اکلتہ، وغیرہ
...سب بیان وراست آنریبل مسٹر گرگسن سے
...ہوتا ہیں، جب تک آنریبل مسٹر گرگسن
...کا رشوت تاروں کے اجارے آزادی
...کر نے کی پوری کوشش نہ کریں ... حاصل
...ہو جائے گی اور موجودہ غذائی بحران
...سیاسی کارکنوں کے لئے ایک اچھا
...چھپا کر دے گا۔ اگر پبلک اور ادارے
...حکومت پر جائز تنقید کے بجائے اس کی
...ہو چکے، رہے ہو جائیں تو کیا انہیں ...
...ڑ دیا جائے۔ یہ ہے وہ تنقیح جس کا
...فیصلہ آنریبل مسٹر گرگسن کو جلد کر لینا چاہیے

پس اندازی کی اہمیت

جنگ کے دوران میں مختلف ... حالات ... میں اخراجات بہت اہم ہے حکومت ... اس بات پر مجبور کیا کہ کوئی ایسی موثر تدبیر ... شامل ... کے ذریعہ قومی معیشت ... ن کے خرافات سے بچ جائے۔ ... دیگر ... بار کے تحت پس اندازی کی مہم جاری ... میں اہمیت زیادہ موثر ثابت ہوئی پس اندازی کی اہمیت ... مستقل ... ت اور یہی وہ ستون ہے جس پر ... اس کی عمارت مستحکم ہو سکتی ہے۔ جنگ کے ... وہ حالات اس بات کے متقاضی تھے ... اور دیگر حالات جن میں اشیا ... کی گرانی اور عوام کی ... خرید ... ایک خطرناک حد تک بڑھ ... تھی ان کے ... تمام کے لئے کم از کم ... طور پر کوئی مہم ایسی جاری کی جائے ... نقصان رسانی کیفیت ختم ... دور ہو سکے۔ اس لئے تحصیل پس اندازی کی مہم جاری کی گئی اور عوام نے اس سے کافی تعاون کیا۔

اب جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد ہمارا یہ فرض ہے کہ اس کٹھن زمانہ میں ہم جو مفید سبق کفایت شعاری کا اس پس اندازی کی مہم کے ذریعہ سیکھا ہے اس کو زمانہ امن اور مستقبل میں بھی اس کو جاری رکھیں تاکہ ہم فضول خرچی سے بچ کر اپنی قومی دولت میں اضافہ کریں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جنگ حقیقی دوران کی حد تک بند ہو گئی ہے لیکن ہم اب ایک ایسے عبوری دور سے گزر رہے ہیں جس میں ہمیں ہماری تمام قوتوں کی سخت ضرورت ہے۔ جنگ کے اختتام سے یہ ضروری نہیں ہے کہ حالات اپنی اصلیت پر عود کر گئے۔ ابھی ہم کو پوری طرح سنبھل کر چلنے کے لئے بہت وقت اور محنت درکار ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ یک لخت تمام کارخانے اور ادارے جو اب تک جنگی کاروبار میں مصروف تھے فوراً قبل جنگ حالات پر لوٹ جائیں لہٰذا بہت سی تدابیر جو دوران جنگ میں جاری رکھی گئی تھیں ان پر کچھ اور عرصہ عمل کرنا لازمی ہے۔ ان تدابیر میں اگر ہم حالات کا صحیح جائزہ لے کر دیکھیں تو پس اندازی کی مہم بڑی اہمیت رکھتی ہے اور اس پر عمل جاری رکھنا انتہا ضروری ہے

اس عبوری دور میں یہ ضروری محسوس کیا جا رہا ہے کہ پس اندازی کی مہم کو کم از کم رضاکارانہ طور پر جاری رکھا جائے اور لوگ اپنی آمدنیوں سے کچھ نہ کچھ ضرور پس انداز کریں تاکہ ڈھے وقت پر بچائی ہوئی رقم ان کے کام آئے۔

اب ہم دیکھیں گے کہ وہ کون سے آنے والے حالات ہیں جن کے لئے پس اندازی ضروری ہے۔

آنے والے زمانہ میں ملک کی سماجی حالت کو درست کر کے ترقی دینا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں تعلیم اور صحت عامہ کے اخراجات بہت اہم ہیں ملک کی صنعتی تعمیر بہت ضروری ہے اور موجودہ دنیا میں ہی ملک کوئی مقام پر کر سکتا ہے جہاں صنعتوں کو ترقی دی جائے۔ اس طرف حکومت کا بہت بڑا سرمایہ لگ جائے گا۔ جنگ سے واپس ہونے والوں کے لئے پیشوں کی فراہمی بھی اپنی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ سوال بھی صنعتوں کی ترقی میں پیدا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کام حکومت کی طرف سے ہی ممکن نہیں ہو سکے گا ان میں خانگی سرمایہ بھی بہت کام آئے گا لہٰذا اس وقت بچائی ہوئی رقم نہ صرف قومی فائدہ پہنچائے گی۔ بلکہ انفرادی منفعت کا باعث ہوگی۔ اور فی زمانہ بچائی ہوئی رقم پر کم از کم دوگنا فائدہ حاصل ہوگا۔

کسی ملک کی معاشی خوشحالی کا دارومدار زیادہ تر تجارت خارجہ کی وسعت پر ہوتا ہے۔ اگر تجارت کے لئے ضروری اشیاء کی فراہمی مقصود ہو تو وہ بھی بغیر روپیہ کے حاصل نہیں ہو سکتی اس طرح بھی ہماری آئندہ کی تجارت کے لئے آج کا پس انداز کیا ہوا روپیہ ضرور کام آئے گا۔

اس طرح جب ہم نے آئندہ کے حالات کا جائزہ لیا تو یہ معلوم ہوا ہے کہ موجودہ جب پس اندازی تاکید ہے زندگی ... ملک اس عبوری دور کے بعد بھی اس تحریک کی معاشی اور سماجی اہمیت واضح رہے گی۔ اس جنگ میں ہم نے جو سبق سیکھے ہیں ان میں پس اندازی کا سبق ایسا ہے جو کبھی بھلایا نہیں جانا چاہیے تاکہ ہر شخص کے پاس کچھ نہ کچھ رقم اس طرح بچ رہے کہ وقت ضرورت کام آئے۔

مسجد دو چھلی کی شہادت
مملکتی مجلس کی قرارداد

۱۹ فروری دو شنبہ کی شام کے ۵ بجے صدر اعظم بہادر سے وفد کی ملاقات کے بعد عاملہ مملکتی مجلس اتحاد المسلمین کا اجلاس شروع ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔ اور آج پھر تین بجے سے عاملہ کی نشست ہوئی مجلس عاملہ نے جو قرارداد منظور کی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

مجلس عاملہ مملکتی مجلس اتحاد المسلمین نے مسجد دو چھلی کی شہادت پر اس پورے اور مکمل مواد کی روشنی میں غور کیا جو مجلس کے تین ارکان عاملہ نے سرتوڑ تحقیقات کے ذریعہ اور براہ راست بلا واسطہ قائم کر کے فراہم کیا تھا اسی کے ساتھ مجلس عاملہ نے سرکار عالی کا اعلامیہ کا بھی با امعان نظر مطالعہ کیا۔ مجلس عاملہ کی رائے میں سرکار کے اعلامیہ کی اشاعت میں عجلت سے کام لیا اور نامکمل تحقیقات کا نتیجہ ہے جیسا خود ... سے بھی ظاہر ہے اور یہی وجہ ہے کہ اعلامیہ صحیح واقعات پر نہیں پہنچا ہے مجلس عاملہ کیلئے یہ امر ایک طرح موجب اطمینان ہے کہ مجلس عاملہ کے وفد کی ملاقات کے دوران میں صدر اعظم بہادر نے ... کی تحقیقات کر رہا ... مکمل تحقیقات ... بلا ... ثابت ہے کہ ... [illegible] ... کیا گیا ... خارج کر دیا گیا۔ اس مجلس عاملہ حکومت ... کرتی ہے ... آئندہ مقام پر ... اور ... [illegible] ... علم و ... سے ... کی اور ... کے ساتھ ... کیا ... اور ... [illegible] ... ہیں۔ ... [illegible] ... کے ... کی توقع ہے ... مجلس کی ... آوازوں ... [illegible] ... حکومت ... [illegible] ... انتظار ... [illegible]

حیدرآباد کے جنگل

پروفیسر مہندر راج سکسینہ کی نشری تقریر

سال ہی میں جناب مہندر راج صاحب سکسینہ استاد نباتیات جامعہ عثمانیہ نے نشرگاہ حیدرآباد سے مندرجہ بالا عنوان پر ایک تقریر نشر کی تھی جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔

جزوی ہندوستان کے بیچ سطح مرتفع پر مملکت حیدرآباد کی حدیں پھیلی ہوئی ہیں اسے ہم انسانوں کی طرز زندگی، رہن سہن، بول چال اور ان کی جسمانی ساخت کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ یعنی شمال مغربی علاقہ جہاں کے باشندے زیادہ تر مرہٹی زبان بولتے ہیں مرہٹواڑی کہلاتا ہے اور اس کے مقابل جنوب مشرقی حصہ جہاں عام طور پر تلنگی بولی جاتی ہے تلنگانہ کہلاتا ہے۔ ان علاقوں کے درمیان کوئی باقاعدہ حد یا دیوار حائل نہیں۔ ہم زبان کے تعلق سے بھی مرہٹی وادی کا ... گٹھے جسم اور طرز زندگی کے لحاظ سے ... کے رہنے والے سے با آسانی شناخت کیا جا سکتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ امتیاز زیادہ تر ان علاقوں کے ماحول اور طبعی حالات کے نتیجے ہیں۔

ٹھیک یہی حال ان علاقوں کے بسنے والے پرندوں اور پودوں کی بستیوں کا بھی ہے جنہیں ہم جنگل کہتے ہیں۔ چنانچہ مرہٹواڑی کی زیادہ تر زمین ایسی سیاہ مٹی پر مشتمل ہے جسے عوام "ریگڑ" کہتے ہیں اور جو پانی کو کافی عرصے تک روک رکھ سکتی ہے۔ ایسی مٹی نہ صرف کپاس اور جوار کے لئے عمدہ ہے بلکہ بہت سے ایسے درختوں کے لئے بھی جو زرخیز مٹی کو پسند کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے اس حصہ ملک میں تالابوں اور قدرتی جھیلوں کی قابل لحاظ کمی ہے اور پانی کے ذخائر زیادہ تر دریا ندیاں یا کنویں ہیں۔

اس کے برخلاف "تلنگانہ" کے علاقہ کی زمین زیادہ تر ایسی سرخ رنگ کی ریتیلی مٹی والی ہوتی ہے جسے سرم یا عوام چلکا بھی کہتے ہیں اس قسم کی زمین میں گو بہت سے رکبات کی کافی مقدار ہوتی ہے لیکن وہ اپنی قدرتی ساخت کے لحاظ سے اس قابل نہیں کہ بارش کے پانی کو کافی عرصہ تک روک رکھ سکے۔ چنانچہ ان علاقوں میں پانی کو زیادہ سے زیادہ محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے یہاں وافر تعداد تالاب اور قدرتی جھیلیں نظر آتی ہیں۔

اس کے علاوہ عام طور پر ملک کے جنوب مشرقی علاقے شمال مغربی علاقوں کی بہ نسبت پست ہیں۔ اس لئے اکثر دریاؤں کا بہاؤ بھی شمال مغربی سمت سے جنوب مشرقی سمت میں ہوتا ہے اور انہیں دریاؤں کے ساتھ ساتھ بہت کچھ جنگلوں کا پھیلاؤ بھی ہے۔ یوں تو ہم ہر اس حصہ ملک کو جس پر کاشت نہیں ہوتی اور جہاں کثرت سے درخت ہوتے ہیں جنگل کہتے ہیں لیکن انسانوں کی آبادیوں کی طرح پودوں کی آبادیوں کی بھی اقسام ہیں اور ان اقسام کو ماہرین نباتیات مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

ایسے علاقوں کے جنگل جہاں سال کے بیشتر مہینوں میں بارش ہوتی رہتی ہے ہمیشہ سبز اور شاداب ہوتے ہیں اور ان علاقوں میں بسنے والے درخت بھی اونچے اور تناور ہوتے ہیں۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے پتے اکثر سبز رہتے ہیں۔ اسی قسم کے سدا بہار جنگل "برساتی جنگل" کہلاتے ہیں۔ اور حیدرآباد میں رہ گیا ہے ہیں البتہ ریاست کے جنوب مشرقی علاقہ کا وہ حصہ جو صوبہ ... کی حدود میں واقع ہے گھنے جنگلوں کا علاقہ ہے۔ لیکن یہاں کے درخت سال تمام سبز نہیں رہتے بلکہ گرمیوں میں اپنے پتے گرا دیتے اور بارش میں دوبارہ سبز اور شاداب ہو جاتے ہیں اس قسم کے جنگلوں کو "خشک پت جھڑ جنگل" کہتے ہیں۔

اس علاقہ کا شمال مشرقی حصہ جو وسط کے ان جنگلوں سے جا ملتا ہے جو "چاندہ کے جنگل" کہلاتے ہیں اور دراصل یہ وہ ہوائی منطقہ ہے جو صوبہ متوسط کے اندر دہنستا چلا گیا ہے۔ اس علاقہ کی بڑی ندیاں گوداوری اور کرشنا ہیں۔ گوداوری تعلقہ پاکھال میں داخل ہوتی ہے اور تقریباً (۱۳۰) میل تک ورنگل کی حدود میں جنوب مشرقی سمت میں بہتی ہوئی پالونچہ سے ہوکر صوبہ مدراس کے اضلاع گوداوری میں داخل ہو جاتی ہے۔ اس کے جنوب میں دریائے کرشنا تعلقہ ... کو چھوتا ہوا گزر جاتا ہے اس کے علاوہ کئی چھوٹی بڑی ندیاں اور قدرتی جھیلیں بھی اس علاقے کو سیراب کرتی ہیں جن میں قدیم راجگان ورنگل کے زمانہ کی یادگار پاکھال جھیل بھی ہے۔ جو تقریباً (۱۳) مربع میل پر پھیلی ہوئی ہے اس حصہ ملک میں کندکل، چندرگری اور حسن پرتی کے علاقہ کی چھوٹی چھوٹی پہاڑ بھی ہیں اور گو ... کے اطراف کا علاقہ سطح سمندر سے (۲۰۰۰) فٹ بلند ہے لیکن پورے خطہ کی اوسط بلندی سطح سمندر سے (۸۲۰) فیٹ سے زیادہ نہیں۔

اس کے علاوہ ریاست کے کم و بیش جنوب میں خشک پت جھڑ جنگلوں کا ایک اور گھیرا بھی ہے جسے امرآباد اور منانور کے کہتے ہیں۔ یہ علاقہ امرآباد ضلع محبوب نگر کا علاقہ ہے اور اس کی حدود پر دریائے کرشنا بہتا ہے۔ اس علاقہ میں تقریباً ... ہیں جو کرشنا تک پہنچ گئے ہیں اور پورے خطے کی بلندی سطح سمندر سے کم و بیش (۲۳۰۰) فیٹ ہے۔

مجھے جامعہ کے طلباء کے ساتھ حیدرآباد کے اکثر ... جنگل دیکھنے کا اتفاق ہوا اور میں ایک عینی شاہد کی حیثیت سے ان کے متعلق بہت کچھ کہہ سکتا ہوں۔ لیکن میں نے جب پہلی مرتبہ منانور کے جنگل دیکھے تو وہ زمانہ بارش کے اختتام اور پت جھڑ کی ابتدا کا تھا اور میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا جو جنگل کی خوبصورتی اور مناظر کی دلکشی سے سب پر طاری ہو گئی تھی۔ ہم موٹر سے سفر کر رہے تھے اور ہماری دونوں جانب "مرو" پھیلی ... چوڑے پتوں والی جھاڑیاں تھیں جو سڑک کی دونوں جانب ... ساتھ ساتھ چلی گئی تھیں۔ گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ راستہ پر خوشنما ... پھول ... کروٹن لگا دئے گئے ہیں۔ ان کے درمیان ... اور املتاس کے پھول سرخ بکھرے ... تھے۔ سڑک رفتہ رفتہ بلند ہوتی گئی ... نظروں کے آگے گھاٹ نمایاں ہو گئے۔ ... گھاٹ ... اور ... کے گھاٹ سے ... معنوں میں مشابہ ہیں کہ ان پر سے گزرنے کے لئے پیچ در پیچ موٹر کا راستہ ہے۔ ... میں جنگل سرخ ... کے درخت ... اور ... دو ... ببول کی کئی انواع سیتا پھل اور ... کی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

منانور کے مسافر بنگلے سے چند ... بعد ہی جنگل شروع ہو جاتا ہے اور یہاں سے ... ہو کر ... یا فرح آباد کی طرف ... تو جنگل کا ایک ... کہ آپ ذہن میں ... جہاں ہم کو ... کے ... خطے نظر آئے ... حیدرآباد کے ... تھے اس کے علاوہ ... اور ... ان کے درخت ... لیکن اکثر جگہ ان جھاڑیوں کے ... ہاتھ ...

عرب ممالک کی آزادی

سوویٹ اخبار کا تبصرہ

شام اور لبنان کے بارے میں برطانیہ اور فرانس نے جو رویہ اختیار کیا ہے اسکی وجہ سے مشرق وسطی کے حالات نازک صورت اختیار کر رہے ہیں۔ کیونکہ شام اور لبنان میں فوجیں رکھنے کا فیصلہ ان ملکوں کی حکومتوں کے مشورہ کے بغیر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں سوویٹ روس کے مشہور رسالہ نیو ٹائمز نے اینگلو فرانسیسی سازشوں کو بے نقاب کیا ہے۔ نیو ٹائمز لکھتا ہے کہ:۔

"اس جنگ کے دوران میں اتحادی ملکوں نے شام اور لبنان کے اقتدار اعلیٰ اور آزادی کو تسلیم کر لیا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر سان فرانسسکو میں متحدہ اقوام کی جو کانفرنس ہوئی تھی اس میں دمشق اور بیروت کی حکومتوں کے نمائندوں نے بھی حصہ لیا تھا اس کے علاوہ یہ دونوں جمہوریتیں متحدہ اقوام کی رکن بھی تھیں۔ یو این او کی جنرل اسمبلی میں جس کے اجلاس آج کل لندن میں ہو رہے ہیں ان دونوں ملکوں کے نمائندوں کو وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو دوسری قوموں کو حاصل ہیں۔ ایسی صورت میں جو مرتبہ اور پوزیشن ان دونوں ملکوں کو حاصل ہے اس سے انکار کرنا مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ لبنان اور شام کے نمائندے اس مسئلہ کو متحدہ اقوام کی مجلس میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو فروری کو ہونے والی ہے۔ عرب لیگ کے صدر جمیل مردم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر بیرونی فوجیں لبنان اور شام سے نہ ہٹائی گئیں تو اس مسئلہ کو یقیناً متحدہ اقوام کی مجلس میں پیش کیا جائے گا اور اسے پورے عرب ممالک کی تائید اور حمایت حاصل ہوگی۔

واقعہ یہ ہے کہ شام اور لبنان میں بیرونی فوجیں اب بھی موجود ہیں اور یہ اسی زمانہ سے بلکہ سنہ ۱۹۴۱ء کی ابتدا میں گذشتہ جنگ کے وقت سے یہاں جمی ہوئی ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ جہاں سنہ ۱۹۲۰ء میں سان ریمو کانفرنس کے بعد فرانس کو ان علاقوں میں اپنا اثر قائم کرنے کا موقع ملا تھا وہاں اب اس کے علاوہ برطانوی فوجیں بھی ان ملکوں پر قابض ہیں۔

جب برطانوی فوجیں ان علاقوں میں داخل ہوئی تھیں تو یہ کہا گیا تھا کہ جرمن فاشسٹ فوجوں کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکنے اور ان سے مقابلہ کرنے کے لئے مشرق قریب اور مشرق وسطی میں ان فوجوں کا رہنا ضروری ہے کیونکہ فاشزم کے خلاف متحدہ اقوام کی پرخطر لڑائی ہے جب تک جنگ جاری رہی اس وقت تک یہ کہنا ٹھیک تھا لیکن اب ان فوجوں کا وہاں رہنا کسی طرح بھی جائز نہیں سمجھا جاتا۔ شام و لبنان کے باشندے اس سے ناواقف نہیں ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۳ء ہی میں انھوں نے اپنے حقیقی مطالبات پیش کر دیے تھے۔ ان کے نئے ملک کی سیاسی آزادی ایک حقیقت ہے جس پر کسی قسم کا پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔

لیکن فرانسیسی حکام ان جائز مطالبوں کو برابر ٹالتے رہے ہیں۔ اور اگر کسی حد تک انھوں نے ان مطالبوں کو پورا کیا تو وہ ان حالات سے مجبور ہو کر جو خاص طور سے لبنان میں پیدا ہو گئے تھے۔ لبنانی پارلیمنٹ نے اپنے دستور سے ایسے تمام اجزا کو خارج کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا جن کی بنا پر فرانس کو ابتدائی طاقت کی حیثیت سے خاص اختیارات حاصل تھے اس فیصلے سے ناراض ہو کر فرانس کی قومی آزادی کی کمیٹی کے ڈیلیگیٹ جنرل ہیلو نے فوج کے ذریعہ پارلیمنٹ کو توڑ دیا اور نومبر سنہ ۱۹۴۳ء میں صدر جمہوریہ، وزیر اعظم اور پارلیمنٹ اور حکومت کے اکثر ارکان کو گرفتار کر لیا۔

فرانسیسی حکام کی ان نازیبا حرکتوں کی وجہ سے شام و لبنان میں غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ فرانسیسی کمیٹی نے مجبور ہو کر الجیریا سے ایک حضوری نمائندہ بھیجا تاکہ وہ وہاں دلاسا دے کر عوام کے بڑھتے ہوئے احتجاج کو روکے۔ اس نمائندے نے شام و لبنان کی حکومت سے ایک معاہدہ کیا جس کے ذریعہ ان ملکوں کو تھوڑے بہت مراعات دیے گئے مثلاً جنگی و دستی ہتیار ڈاکخانے قبائلی نظم و نسق وغیرہ ان کے اختیار میں دے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ان دونوں ملکوں کی آزادی کی دوبارہ توثیق کی گئی۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن فرانسیسی اور برطانوی فوجوں کو وہاں سے ہٹانے کے متعلق کوئی تصفیہ نہیں کیا گیا۔ یہ فوجیں اب بھی اسی طرح ان ملکوں میں موجود ہیں اور بہانہ یہ ہے کہ حالت جنگ کا زمانہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔

جب فرانس اور شام و لبنان کے جھگڑے نے سنہ ۱۹۴۵ء میں فوجی لڑائی کی صورت اختیار کر لی تو یہ ضروری ہو گیا کہ بین الاقوامی تعاون اور سمجھوتے کے ذریعہ اسے ختم کیا جائے۔ چنانچہ سوویٹ یونین نے اس معاملے میں پہل کی۔ سوویٹ حکومت نے برطانیہ، فرانس، امریکہ اور چین کی حکومتوں سے کہا کہ شام و لبنان میں فوجی کارروائیوں کو فوراً ختم کر دیا جائے اور پرامن طریقہ پر ان کے مسائل کا حل کئے جائیں۔ اس پر فرانس کی حکومت نے یہ رائے ظاہر کی کہ پانچ ملکوں کی ایک کانفرنس طلب کی جانی چاہیئے تاکہ وہ مشرق وسطی اور مشرق قریب کے تمام پیچیدہ مسائل پر غور کر سکے اور اس کا کوئی حل تلاش کرے۔ لیکن ان تجویزوں نے کوئی عملی شکل اختیار نہیں کی اس کی بجائے فرانس نے دمشق اور بیروت سے براہ راست گفت و شنید شروع کر دی۔ اس تجویز کی بنا پر صرف یہی ہوا کہ فرانس کی حکومت نے چند فوجی دستوں کو جنھیں توپ خانہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لبنان اور شام کی حکومتوں کے حوالہ کر دیے اس نام نہاد قومی فوج میں مقامی باشندے بھرتی کئے جاتے تھے لیکن ان کے عہدہ دار اور افسر فرانسیسی ہوتے تھے۔

لیکن جو اصلی مسئلہ تھا وہ یوں کا توں رہا اور ان ملکوں سے نہ تو فرانس کی فوج ہٹائی گئی اور نہ برطانیہ کے سپاہی واپس بلائے گئے۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ انگریزی فوج کی تعداد فرانسیسی فوج سے کئی گنا زیادہ ہے۔

سنہ ۱۹۴۵ء کے آخر میں شام و لبنان کے نزاعی مسائل کو سلجھانے کی غرض سے انگریزوں اور فرانسیسیوں کی بات چیت شروع ہوئی لیکن جہاں تک شام و لبنان کا تعلق ہے یہ گفتگو کچھ بار آور نہیں ہوئی۔ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۴۵ء کو شام اور لبنان کے فرانس اور برطانیہ میں جو سمجھوتہ ہوا اس کے اہم نکات یہ ہیں۔

یہ طے پایا کہ فرانس اور برطانیہ کے فوجی ماہر بیروت میں اس کا فیصلہ کریں گے کہ فوجوں کو بتدریج ہٹانے اور ان کو تخلیہ کرنے کی تفصیلات کیا ہوں گی۔ یہ ماہر جلد ایک تاریخ مقرر کریں گے جس کے بعد فوجوں کی منتقلی شروع ہو گی۔

شام سے انگریزی اور فرانسیسی فوجیں ایک ساتھ ہٹائی جائیں گی لیکن شام و لبنان میں اتنی فوجیں ضرور رکھی جائیں گی جو امن قائم رکھنے کے لئے ضروری ہوں اور جو

باقی صفحہ ۱۰ پر

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

برائے تنقید :-

کانگریسی لیڈروں اور اخباروں نے کپتان عبدالرشید کے بارے میں کچھ کہنے یا لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک بیان کے ذریعہ سے اخبارات میں مطالبہ کیا ہے کہ اس سخت سزا میں ترمیم کی جائے لیکن اپنے بیان میں انہوں نے ایسی باتیں بھی کہی ہیں جن سے اس مطالبہ کا اثر بالکل زائل ہو جاتا ہے اور نہ صرف یہ کہ کپتان عبدالرشید کے مقدمہ سے کانگریسی کارکنوں کی بے اطمینانی بڑھے گی بلکہ کانگریس کے انتشار انگیز گروہ کی ہمت افزائی ہوگی

(نیا زمانہ)

بمبئی میں ایک جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے مسز ارونا آصف علی نے کہا کہ:-

حکومت برطانیہ سے مفاہمت کی گفتگو بار بار ناکام ہو چکی ہے کانگریس کو چاہیے کہ وہ عوام کو ایک معرکے کے لئے تیار کرے گاندھی جی کا تعمیری پروگرام عدم تعاون، اور عدم تشدد وغیرہ (یعنی جنگ) اچھی چیزیں ہیں مگر وقت کی ضرورت یہ ہے کہ کوئی عملی راہ عمل معین کی جائے۔

مگر مشکل یہ ہے کہ جب کوئی عملی راہ عمل معین کی جاتی ہے تو بعض لیڈر راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے ادارہ میں تقریر کرتے ہوئے سر راما سوامی مدلیار نے کہا کہ:-

اس وقت جب کہ ہندوستان کے باشندے فاقوں سے مر رہے تھے چاول، شکر اور کپڑا، افریقہ روس، اور دوسرے ممالک کو ہندوستان سے روانہ کیا گیا۔

اب ہم روس سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ غذائی بحران میں ہماری کیا مدد کرنا چاہتا ہے۔

کیا سر راما سوامی مدلیار کو اب تک خبر نہیں کہ سویٹ روس اول نوالش بعدہٗ درویش کے اصول پر کاربند ہے۔ کہیں وہ ہندوستان کو یہ جواب نہ دے دے ؎

گر جان طلبی مضائقہ نیست
گر زر طلبی سخن دریں است

پنڈت نہرو نے اپنے ایک بیان میں ہندوستان کے عوام کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ قحط سے دو چار ہوں تو بغاوت کر دیں اور لوٹ مار مچا دیں (ایک خبر)

پنڈت جی کے افلاس تخیل پر ہمیں ایک شاعر کا یہ شعر یاد آ گیا ؎

آپ نے طاقت کی توانائیاں دیکھیں بہت
ضعف کے ہیجان کا بھی اب تماشہ دیکھئے

کامریڈ نارائن ریڈی ایک صحافتی بیان میں کہتے ہیں کہ:-

یہ بہت افسوسناک ہے کہ روزنامہ "ریاست" کے لئے یہ ایک عادت سی ہو گئی ہے کہ آندھرا کانفرنس کی قراردادوں اور میرے تبصروں اور صحافتی بیانات میں تصرف سے کام لے کر اس میں "کمیونسٹ" کا لفظ بڑھا دیا جاتا ہے مثلاً میرے حالیہ بیان میں "کمیونسٹ" کا لفظ بڑھا دیا گیا ہے جس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے

معاصر "ریاست" کو ہمارا یہ مشورہ ہے کہ غلط فہمی کو رفع کرنے کے لئے مسٹر نارائن ریڈی کے نام کے ساتھ "کمیونسٹ" کے بجائے "کمیونلسٹ" لکھا کرے تاکہ صحیح صورت حال عوام سے پوشیدہ نہ رہے۔

انقرہ سے یہ خبر نشر ہوئی ہے کہ سویٹ روس خلافت قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ایک اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں تاکہ ایک خلیفہ کو منتخب کیا جائے۔

اس خبر کو پڑھ کر ہمارے ایک مولانا اچھل پڑے مگر ہم نے ان سے بصد ادب عرض کیا کہ:-

ع۔ بے وجہ نہیں روس کی یہ گرمیٔ گفتار

ڈیلی میل (لندن) کا نامہ نگار خصوصی اطلاع دیتا ہے کہ ہندوستان کے کمانڈر ان چیف اور کانگریسی لیڈر مسٹر آصف علی کے مابین ایک ملاقات ہوئی جس میں آصف علی نے کمانڈر ان چیف سے کہا کہ برطانوی شہنشاہیت کے ہٹ جانے کے بعد بھی ہندوستان کو اپنے دفاع کے لئے برطانوی افواج کی ضرورت ہوگی۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ "ہندوستان چھوڑ دو" سے مطالبہ برطانوی سنگینوں کے سایہ میں کانگریس راج کا قیام ہے وہ رجعت پسند کہلاتے ہیں۔

ٹائمز آف انڈیا میں ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں مراسلہ نگار نے ان یورپین حضرات کو جو ہندوستان میں مقیم ہیں یہ مشورہ دیا ہے کہ غذائی صورت حال کے مدنظر وہ چاول کھانا بالکل ترک کر دیں اور صرف گیہوں استعمال کریں۔

حضرت آدم نے جنت میں جب گیہوں استعمال کیا تھا تو انہیں جنت چھوڑنا پڑا اگر یہ یورپین حضرات آدم کے نقش قدم پر چلیں تو کانگریس کو "ہندوستان چھوڑ دو" کا نعرہ لگانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑیگی۔

ذمہ دارانہ حکومت کا مطالبہ ایک غیر ترقی پسندانہ اور ناپائیدار مطالبہ بن گیا ہے (بہار شریف پریشد)

حصول وزارت کی تمنا کا اصطلاحی نام ذمہ دارانہ حکومت ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟

بھوپال میں ایک زراعتی مدرسہ کا قیام (اخباری سرخی)

اگر اودے پور یا بڑودہ میں ایسا مدرسہ قائم ہوتا تو معاصر "شیر دکن" ضرور ایک اداریہ سپرد قلم کرتا۔

انسان

یہ ظلم و کذب و نفاق کا ناصاف عالم
یہ تاریک بے عدل و انصاف عالم

بظاہر بڑا دلکشا بوستاں ہے
تہِ بوستاں کوہِ آتش فشاں ہے

درندہ ہے اک یہ ستم پیشہ انساں
ہے سب سے بڑا فتنہ انگیز انساں

شجاعت سمجھتا ہے قتل اور چوری
بڑے فخر کی بات ہے سینہ زوری

بڑی شان ہے قاتل اور چور ہونا
گناہ کبیرہ ہے کمزور ہونا

ہر اک ہے یہاں دوسرے کی کمیں میں
چھپائے ہوئے خنجر اک آستیں میں

یہاں دوستوں سے بھی ہوشیار رہنا
ہر اک آنکھ رکھنا خبردار رہنا

مدار اس جہاں کا ہے غارت گری پہ
نہ رحم و کرم پر نہ کچھ دلبری پہ

کوئی لوٹ لیتا ہے نام خدا پر
کہ رحمت خدا کی ہے کشور کشا پر

ہے جس مدعی کا کہ تہذیب مقصد
حقیقت میں ہے حق کی تکذیب مقصد

ہیں نادار کو صاحبِ مال کھاتے
ہیں کمزور مچھلی کو گھڑیال کھاتے

نہیں بلبلوں اور بٹیروں کی دنیا
یہ ہے بھیڑیوں اور شیروں کی دنیا

بہ صورت حسیں جس کی نمایاں بزرگی
چھپائی ہے اس نے طبیعت کی گرگی

قبائے ریا، جامۂ پارسائی
پرے ہاتھ تو لوٹ لیں سب خدائی

(ڈاکٹر حفیظ عبدالحکیم)

حکومت کے خلاف مسلمانانِ ہند کا مظاہرہ

ایسوسی ایٹڈ پریس کا خصوصی نامہ نگار لکھتا ہے کہ کئی سال کے بعد پہلی مرتبہ گذشتہ جمعہ کو ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع حکومت کے خلاف نعرے لگاتا ہوا نکلا جس سے اس ملک کی سیاسی صورت حال میں ایک عنصر کا اضافہ ہو گیا جس کا شاید آئندہ مہینوں میں غور و فکر سے مطالعہ کریں گے۔ حالیہ سالوں میں جتنے بھی مظاہرے کئے گئے وہ برطانیہ اور حکومت کے خلاف تھے۔ یہ تقریباً تمام کانگریس کے زیر اہتمام ہوئے اور اجتماعی طور پر ہندوؤں کے تھے۔ گذشتہ جمعہ کو کلکتہ اور بمبئی میں جو مظاہرے ہوئے ان میں مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی۔ مظاہرے کپتان عبدالرشید کی سزا یابی کے خلاف کئے گئے جن کا تعلق ہندوستانی فوج سے تھا۔ کلکتہ کے مظاہروں میں کئی ایک لوگ ہلاک اور مجروح ہوئے۔ بمبئی میں جو مظاہرے ہوئے وہ بے ترتیبی سے شروع ہو کر نظم و ضبط کے ساتھ سڑکوں پر سے گزرتے ہوئے ایک عظیم الشان اجتماع پر ختم ہوئے۔

سنہ ۱۹۲۱ء میں مسلمانوں نے خلافت تحریک کی وجہ اپنے اداروں کے زیر اہتمام حکومت کے خلاف مظاہرے کئے تھے اور جلیانوالہ ظلم پر حکومت کے خلاف احتجاج کیا گیا تھا۔ اس کے بعد گاندھی جی کی زیر قیادت جب سنہ ۱۹۳۰ء میں قانون شکنی کی تحریک شروع ہوئی اس میں مسلمانوں نے شرکت کی۔ کلکتہ اور بمبئی میں جو مظاہرے ہوئے ان کا اہتمام مسلم لیگ نے کیا جنہیں خصوصاً ہندوستانی فوج کے افسر کپتان رشید کو سزا دینے سے اشتعال پیدا ہوا جن کی وکالت مسلم لیگ نے کی تھی۔ وائسرائے نے کپتان رشید کی سزا بالکلیہ تبدیل نہیں کی۔ انہوں نے سزائے عمر قید یا عبور دریائے شور کی بجائے سات سال کی بامشقت سزا تجویز کی تھی۔ قائد اعظم علی جناح کی قیادت میں گذشتہ دس سال کے اندر مسلم لیگ میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی اور اس کو انہوں نے پورے طور پر اپنے قابو میں رکھا۔ خاص طور پر جنگ کے دوران میں عمومی مظاہروں سے روکا اور کانگریس کی تحریک میں شریک ہونے سے انکار کر دیا۔

بمبئی میں بروز منگل جو مظاہرہ ہوا اس میں مسلمانوں نے ایک متحدہ جلوس نکالا اور برطانیہ مردہ باد کے نعرے لگائے۔ پرچم برداروں نے سپہ سالار اعظم ہند سر کلاڈ آچنلک مردہ باد کے نعرے لگائے جو سزا دینے کے ذمہ دار ہیں۔ کئی ایک مسلمان امریکی نامہ نگاروں کے پاس دوڑے گئے اور ان سے کہا امریکی مردہ باد، "تم یہودیوں کے حامی ہو"۔ یہ عملی مظاہرہ ہندوستان پر بیرونی تسلط کے خلاف مسلمانوں کی تلخی کا نتیجہ تھا جس کا قریبی تعلق سبھاش چندر بوس کی سالگرہ کے موقع پر مظاہرہ کا جو کانگریس کی قیادت میں کیا گیا تھا۔ سبھاش چندر بوس ہندوستانی قومی فوج کے قائد تھے۔ بعض مشاہدین کہتے ہیں یہ مظاہرے ان لوگوں کی جانب سے غیر متوقع نہیں ہوں گے جنہوں نے جنگ کے دوران میں کمال غیرت اختیار کیا تھا۔

متحدہ اقوام کی مجلس میں عالمی غذائی صورت حال پر بحث

لندن، متحدہ اقوام کی مجلس عمومی میں عالمی غذائی موقف پر آج مباحثہ شروع ہوا، جبکہ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بیون نے اکابر خمسہ کی منظور شدہ قرارداد کو پیش کیا جس میں زیادہ سے زیادہ فصل کے حصول اور غذائی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کے لئے ہی تدابیر اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

مسٹر بیون نے صورت حال کو حقیقتاً خطرناک بتلایا۔ آپ نے مزید کہا کہ اس کا علم ہوا ہے کہ اس سال ابتدائی چھ ماہ میں ۸۰ لاکھ ٹن جوار اور ۸۰ لاکھ ٹن چاول کا خسارہ ہے ہندوستان میں مانسون کی اور جنوبی افریقہ میں فصل کی ناکامی سے قبل ہی یہ اندازہ لگایا گیا تھا اور اس طرح ابتدائی اندازے سے زیادہ خسارہ ہو سکتا ہے۔

ایک پُرجوش اپیل کرتے ہوئے مسٹر بیون نے کہا کہ صورت حال بلا امتیاز سیاست فوری کارروائی کی طالب ہے تاکہ قحط کے خطرے پر قابو پایا جا سکے۔

امریکی مندوب مسٹر ایڈورڈ اسٹیٹینس نے کہا کہ ایسی غذائی صورت حال یکہ و تنہا کیلئے ان کا ملک تگ و دو کرے گا۔ آپ نے تدابیر کا ذکر کیا جو امریکہ کی جانب سے اس سلسلہ میں اختیار کی جا چکی ہیں۔ آپ نے ساری دنیا میں فاقہ کشی کے خلاف جنگ میں اپنے ملک کی پوری امداد کا یقین دلایا۔

متحدہ اقوام کی مجلس عمومی نے گزشتہ رات اکابر خمسہ کی جانب سے پیش کی ہوئی غذائی قرارداد کو بالاتفاق منظور کیا۔ مباحثہ کے دوران میں فاضل پیداوار والے ممالک نے ان ممالک کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں غذا روانہ کرنے کا وعدہ کیا جہاں غذا کی قلت ہے۔

ناروے کے مندوب نے اپنے ملک کو جنگ کے دوران میں جو امداد دی اس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اب ناروے کو [illegible] ہے کہ زیادہ سے زیادہ [illegible] ہے۔

ڈنمارک کے مندوب نے کہا کہ ان کا ملک زیادہ مقدار میں اجناس عطا کرتا تھا لیکن اس سال جوار کی مقدار کا وہ کوئی مطالبہ نہیں کرے گا۔

روسی سفیر واشنگٹن نے کہا کہ زیادہ پیداوار کا تعین کرنے کے لئے روس ضروری تدابیر اختیار کر رہا ہے۔ آپ نے ان ممالک کی جانب سے جہاں خسارہ ہے کی گئی اپیل کی تائید کی۔

ہندوستانی وفد کے قائد سر راما سوامی مدلیار نے ہندوستانی قحط کو دور کرنے اور تکالیف رفع کرنے کے لئے امداد کی پرزور اپیل کی۔ آپ نے سیلاب اور طوفان سے ہندوستان کی فصل کو جو نقصان پہنچا اس کے بارے میں بھی تفصیلات دیں اور یہ یقین دلایا کہ ہندوستان کم سے کم مطالبہ کریگا۔ لیکن چونکہ اب اس کو ایک اور قحط درپیش ہے اس لئے وہ آپ سب کی جانب سے مکمل امداد کی توقع رکھتا ہے۔

آپ نے ۱۹۴۳ء کے قحط بنگال کو یاد دلایا جس میں پندرہ لاکھ اشخاص کے ہلاک ہونے کا سرکاری طور پر اعتراف کیا گیا ہے اور غیر سرکاری اندازے کے بموجب ۳۰ لاکھ اموات واقع ہوئی ہیں۔ آپ نے کہا یہ حادثہ ان پرگنہ اضلاع جن کیمپ میں یا دشمن کے مقبوضہ ملک میں منتقل نہیں کیا گیا تھا۔ سر راما سوامی مدلیار نے اپنی تقریر میں یہ بھی یاد دلایا کہ یاد کیا جاتا ہے کہ ۳۰ لاکھ اشخاص فاقے سے ہلاک ہوئے۔ لیکن ہندوستان میں کسی بیرونی شخص کو اس نازک دور میں بھوکا نہیں رکھا گیا۔ ہندوستان کی مدیانہ مہمان نوازی کا مظاہرہ کرنے کا یہ بہت ہی عجیب طریقہ ہے۔

سر راما سوامی مدلیار نے بتلایا کہ جنگ کے زمانہ میں ہندوستان نے روس، مغربی افریقہ اور جنوبی ایشیا کے دیگر ممالک کو چاول شکر اور کپڑا روانہ کیا اور اب اس موقع پر ہندوستان کو روس اور دیگر ممالک کی جانب سے امداد کی ضرورت ہے۔

تقریر ختم کرتے ہوئے سر راما سوامی مدلیار نے کہا کہ ان سب کے لئے یہ موقع ہے کہ ایک عالم کے آگے متحدہ اقوام کو زندہ حقیقت ثابت کریں اور یہ ثابت کریں کہ ادارہ متحدہ اقوام بنیادی آزادیوں کی جن میں احتیاج سے آزادی بھی شامل ہے حفاظت کر رہا ہے۔

سب سے پہلے آسٹریلوی مندوب نے تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ادارہ تعلیم و بحالی اقوام متحدہ کو ان کا ایک کروڑ پچاس لاکھ پونڈ کا زر کا ایک اور پیش کش کرنے والا ہے

کل ہند مدیران جرائد کی کانفرنس

الٰہ آباد، ۲۰ فروری۔ حکومت اور اس کی حکمت عملی میں بنیادی تبدیلی سے کم کوئی چیز آزاد صحافت کو آزادی اظہار جیسی کسی بات کی ضمانت نہیں دے سکتی ہے۔ ہندوستان کے امن کے لئے امن عام کے مفاد میں کم اہم نہیں ہے۔ یہ اعلان مسٹر آر شر سنانتی گھوش نے کل ہند مدیران جرائد کی کانفرنس کے پانچویں اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کیا جو آج شام یہاں منعقد ہوا تھا۔

ہندوستانی جرائد کے مطالبات کا خاکہ پیش کرتے ہوئے مسٹر گھوش نے کہا کہ ہم صحافت کے لئے خوشنامی کا مطالبہ نہیں کرتے۔ بہرحال ہم یہ مطالبہ ضرور کرتے ہیں کہ صحافت غیر معمولی آلام و مصائب سے بچے و بیباک رہنی چاہیئے اور وہ بھی حکومت اور اس کے عہدہ داروں کی نزاکت آفرینیوں خرابی کے تحت۔

برطانوی اور امریکی صحافت میں ہندوستانی خبروں کی مکمل تاریکی کے مداوی کے طور پر مسٹر گھوش نے ایک ایسی ہندوستانی قومی خبر رساں ایجنسی کے قیام کا مطالبہ کیا جو ممالک متحدہ امریکہ اور برطانیہ میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ اہم کام کو بحسن و خوبی انجام دے سکے۔ کارکن صحیفہ نگاروں کی قسمت سدھارنے کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے مسٹر گھوش نے ایک اسکیم کی حمایت کی جو برطانیہ کے تنظیم معاوضہ کے اصول کے مطابق ہے۔

ہندوستانی صحافت کی موجودہ صورت حال کا ذکر دوران جنگ کے واقعے کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر گھوش نے کہا کہ حکومت خلاف ورزی کرنے والے کسی مدیر کو سزا دینے کے لئے معمولی قانون دفاع ہند سے کام کرنے پر آمادہ نہیں ہے جیسا کہ وہ بدوران جنگ کرتی تھی اس وقت بھی خبروں کی اشاعت آزاد نہیں ہے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر گھوش نے کہا "اے سرزمین صحافت! اپنے جائز حقوق کے تحفظ کے ذرائع و وسائل اسی وقت بھی معلوم کرنا آپ کا ہی فرض ہے جبکہ کوئی کشمکش ہو اگرچہ میرا خیال ہے کہ دور جنگی کے لحاظ سے کوئی آزادی صحافت اس وقت تک موجود نہیں ہو سکتی جب تک کہ عوام کی کوئی حکومت برسراقتدار نہ آجائے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے اس اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے اس پر زور دیا کہ ہندوستان کی صحافت کو بہت زیادہ وقت اور گنجائش دیہی اور شہری زندگی اور شہری رجحانات کے حالات پر صرف کرنی چاہیئے۔ (اے پ)

ہندوستان میں قحط کے آثار

عوامی جماعتوں کا فرض

آثار بتاتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک دفعہ پھر قحط کا شکار ہونے والا ہے۔ یہ پانچ برس کے اندر دوسرا قحط ہوگا۔ اب کی دفعہ یہ مصیبت کسی ایک علاقہ تک محدود نہیں رہے گی بلکہ سارا ملک اس کی لپیٹ میں آ جائے گا۔

پنجاب، یو۔پی اور مدراس میں تو راشن میں تخفیف بھی کر دی گئی ہے اور حکومت سارے ملک میں ایسی تخفیف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

صورت حال اتنا نازک ہو چکا ہے کہ غلہ کی فراہمی کے لئے حکومت کی طرف سے ایک وفد انگلستان اور امریکہ بھیجا جا رہا ہے۔ وہاں سے گاندھی جی اور جناح صاحب نے ترک عمل کی اپیل کی ہے

موجودہ راشن میں تخفیف کے خلاف ملک کے طول و عرض میں ایک بے چینی پھیلی ہوئی ہے کیونکہ یہ راشن موجودہ صورت میں بھی ناکافی ہے۔ جو لوگ دو سال کے قحط اور بیماریوں سے ابھی تک سنبھلے نہیں ہیں ان کے موجودہ راشن میں کمی کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ ان پر مصیبتیں نازل کر دی جائیں۔

چنانچہ اس تخفیف کے خلاف ہر جگہ آواز بلند ہو رہی ہے۔ دلی، مدراس، لکھنؤ اور کانپور میں زبردست مظاہرے اور جلسے ہو چکے ہیں۔ ان مظاہروں میں ملک کی تمام سیاسی جماعتیں، کانگریس، لیگ، کمیونسٹ سب اس کیمپین میں حصہ لے رہے ہیں

تمام اندازوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سال چالیس لاکھ ٹن غلہ کی کمی ہے۔ پچھلے دو برسوں میں جو غلہ ہندوستان درآمد کیا گیا اس کی جو مقدار ۱۰ لاکھ ٹن تھی، اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک غلہ کی جو کمی ہے وہ گزشتہ قحط کے زمانہ سے بھی زیادہ ہے۔

صوبہ مدراس سب سے زیادہ متاثر ہے حکومت مدراس کے ممبر نے ۶ فروری کو ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ کسی کم سے کم ایک پونڈ راشن قائم رکھنے کے لئے اس سال مدراس کو دس لاکھ ٹن غذائی اجناس کی ضرورت ہے۔ ٹائمز آف انڈیا کا بیورو تو اس سے بھی زیادہ پریشان کن ہے۔ اس کے اندازہ کے مطابق مدراس کیلئے بیس لاکھ ٹن غلہ کی ضرورت ہے۔ تامل ناڈ اور آندھرا کے بعض علاقوں میں قحط شروع ہو چکا ہے۔ بمبئی کو چار لاکھ ٹن غلہ کی ضرورت ہے

بنگال میں سنہ ۱۹۴۳ء کے قحط میں تو پندرہ لاکھ ٹن غلہ کی کمی تھی اور اس کی وجہ سے ۳۵ لاکھ انسانوں کی بھینٹ دینی پڑی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال ۱۶ لاکھ ٹن غلہ کی ضرورت ہے اس وقت حکومت بنگال کے پاس صرف چار لاکھ ٹن کا اسٹاک موجود ہے جو دو ہفتوں کے لئے بھی کافی نہیں ہے

اس کا یہ مطلب ہے کہ ۱۹۴۶ء میں ہندوستان کو جن حالات کا مقابلہ کرنا ہے وہ سنہ ۱۹۴۳ء سے کہیں زیادہ خوفناک ہیں لیکن گزشتہ اور اس وقت کے حالات میں ایک بڑا فرق ہے وہ یہ کہ اب یورپ اور ایشیا میں جنگ کی تباہ کاریوں کی وجہ سے ساری دنیا کی غذائی پیداوار کم ہے اور اب ہم ایک ایسے زمانہ میں ہیں جبکہ باہر سے غذائی اجناس حاصل کرنا بہت دشوار ہے۔

برما، ملایا، سیام اور ہند چینی کے بارے میں جو خبریں آ رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ملکوں میں بھی پیداوار گھٹ گئی ہے۔ ان ہی ملکوں سے ہندوستان میں چاول کی درآمد ہوتی تھی اور یہی ملک آج اس کی کمی محسوس کر رہے ہیں۔ چین اور جاپان میں بھی اب کی مرتبہ فصلیں خراب ہو گئی ہیں۔ سوال اب دو چار ملک کا نہیں رہا ہے بلکہ ساری دنیا میں قحط کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ دنیا میں غذائی اجناس کی جتنی مقدار موجود ہے اسے صحیح اصولوں پر تقسیم کیا جائے تاکہ جن علاقوں کو سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ اس سے محروم نہ رہیں۔ آج اس کی شدید ضرورت ہے کہ غذائی مسئلہ کو سیاسی چالبازیوں سے بچایا جائے اور امریکہ جیسا ملک جہاں غذا کی فاضل مقدار موجود ہے اس بارے میں عملی قدم اٹھائے۔

ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ عالمگیر اہمیت رکھتا ہے اس کو سلجھانے میں ہندوستان کو بھی اپنا فرض ادا کرنا پڑے گا۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب یہاں مرکز میں قومی حکومت قائم ہو جس کی بنیاد کانگریس لیگ اتحاد ہو۔ ایسی ہی حکومت دنیا کی قوموں سے مطالبہ کر سکتی ہے ایسی ہی حکومت دنیا کی رائے عامہ کو متاثر کر سکتی ہے۔ ہندوستان اپنا جائز حصہ اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب کہ یہاں کی قومی حکومت اس کا مطالبہ کرے۔

غذائی صورت حال کا مقابلہ کرنے کیلئے اخباروں سے تعاون کی اپیل

الہ آباد، ۱۰ فروری، سر اکبر حیدری رکن معلومات عامہ و نشریات حکومت ہند نے کل اخباروں سے یہ درخواست کی ہے کہ موجودہ غذائی صورت حال کے دوران میں عوام کا اعتماد برقرار رکھنے کیلئے حکومت سے تعاون کریں۔

کل ہند مدیران جرائد کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے سر اکبر حیدری نے کہا کہ اخبارات کو چاہیئے کہ وہ وائسرائے کی نشری تقریر اور قائد اعظم محمد علی جناح اور گاندھی جی کے بیان کے موجب ملک کی صحیح رہنمائی کریں

انہوں نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ متوقع علاوہ ۳۰ لاکھ ٹن اجناس خوردنی کی کمی کے خریف فصلوں کی خرابی کی وجہ سے مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑیگا۔

مسٹر حسین محکمہ اغذیہ نے بھی مدیران جرائد کی کانفرنس میں تقریر کی اور کہا کہ ہندوستان سے اجناس کی برآمد ۱۹۴۳ء سے بند کر دی گئی ہے۔

اس کے بعد کے مباحثہ میں متعدد مدیران جرائد نے محکمہ اغذیہ پر نکتہ چینی کی کہ اخباروں کو صحیح اعداد و شمار محکمہ اغذیہ کی جانب سے نہیں دیئے جاتے۔

مدراس کے انگریزی روزنامہ "ہندو" کے اڈیٹر مسٹر سرینواسن نے کہا جب تک محکمہ اغذیہ اہل صحافت کے سوالوں کا کوئی معقول جواب دینے کو تیار نہ رہے گا۔ اس وقت تک اخباروں کا تعاون حاصل کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

مسٹر ہچسن سکریٹری محکمہ غذا نے کانفرنس مدیران سے حکومت کو یقین دلایا کہ ارکان کانفرنس قحط کے خطرہ کا مقابلہ کرنے کیلئے حکومت کے ساتھ تعاون کریں گے (ا۔پ)

بقیہ صفحہ اول

ہندوستان کی قومی تحریک میں فاسسٹی رجحانات

ایک اہم اور موثر عنصر کی حیثیت سے ہندوستانی سیاسیات میں کار فرما ہونے لگی۔ ہندوستانی سرمایہ داری اپنی معاشی حفاظت کے لئے حصول اقتدار کی کوشش کرنے لگے۔ دوسری خصوصیت یہ ظاہر ہوئی کہ ہندوستانی سرمایہ داری اور کانگریسی قیادت میں اتحاد قایم ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کانگریسی قائدین ہندوستانی سرمایہ داروں کے ترجمان بن گئے۔ ان کی جنگ کا بین الاقوامی پس منظر قابل غور ہے۔ بین الاقوامی صورت حال یہ ہے کہ سامراجیت کی معاشی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ کانگریسی قائدین نے حصول آزادی کے لئے عوام کے جذبات کو فرو ہونے دیا مگر سرمایہ داروں سے اپنا رشتہ قایم رکھا۔ اس طرح ایک انقلابی تحریک رجعت پسند قوتوں میں گھر گئی۔

ہندوستانی سرمایہ داروں کی سیاست رجعت پسند ہے۔ ہندوستان کی معاشیات میں ہندوستانی سرمایہ داری ایک اہم قوت بن کر ابھر گئی ہے۔ اور برطانوی سرمایہ داری کو ایک ثانوی جگہ حاصل ہے۔ ہندوستانی سرمایہ داری کا مقصد یہ ہے کہ ملک کی پوری معاشی زندگی پر چھا جائے۔ سرمایہ داروں کی منصوبہ بندی میں پیداوار کا مقصد حصول منافع ہے نہ کہ عوام کے لئے اشیاء کی فراہمی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے قومی حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ جنگی حالات نے سرمایہ داروں کے اس مطمح نظر کو پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ کانگریس اور ہندوستانی سرمایہ دار قومی حکومت کے قیام کے مطالبہ میں متحد ہیں۔ کانگریس کے ذریعے سرمایہ دار سمجھتے ہیں کہ وہ اپنا مقصد حاصل کر سکیں گے۔ اور ہندوستان کی سماجی و معاشی صورت حال برقرار رہے گی۔ صورت حال کو برقرار رکھنے کے لئے کانگریس کا سماجی فلسفہ محدود معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ ہندوستانی پونجی داروں کا نعرہ "آزاد ہندوستان" ہے۔ ہندوستان کے لقب میں یہی تحریکات کار فرما ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی دوسری سیاسی جماعتوں کے نقطہ نظر کو کانگریس پس پشت ڈال رہی ہے۔ اسی طرح یورپ کے بعض ممالک میں فاسسٹیت وجود میں آئی تھی۔ آج ہندوستان بھی جرمنی اور اٹلی کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ اس بڑھتے ہوئے خطرے کی ایک صورت ہے قومی تحریک کی رجعت پسندانہ اور فاسسٹی رجحان کا مقابلہ کرنے کیلئے ہم سب کو فوری طور پر تیار ہو جانا چاہیئے۔

بقیہ صفحہ (۴)

حیدرآباد کے جنگل

سایہ کی طرح سوار ہے اور اس کی موجودگی سے ان درختوں کا عام نشو و نما رک گیا ہے یہ وبا اس قدر تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے کہ اکثر علاقے اس کی زد میں آ گئے ہیں اس کے علاوہ وہاں جنگلی آم، کریابات، تیندو، ساگوان، آنولہ اور شیشم بھی ملتا ہے۔ اس جنگل میں درختوں کے ساتھ قدیم اقوام کے لوگ بھی آباد ہیں جنہیں "چنچو" کہتے ہیں ان کے علاوہ شیر، ریچھ اور دیگر درندوں، جنگلی مرغ اور بھورے کی بہتات ہے۔

جنگل کے خشک پت جھڑ جنگل ... کے اطراف و اکناف ... آباد کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان حصوں میں ساگوان، بیجا سال، ... شیشم، ... تیندو ... آنولہ ... کے درخت ہیں ان کے علاوہ ... وغیرہ بھی عام ہیں ... درختوں کے ساتھ کانٹے دار پودے مثلاً بیر، بیل، پلاس، ... آنولہ ... وغیرہ بھی ملتے ہیں۔ ان جنگلوں میں کچھ ویسے پودے بھی مثلاً ... ملتے ہیں ... بکثرت پائے جاتے ہیں اور متعدد جڑی بوٹیاں جن میں ... شامل ہیں۔ اس قدر زیادہ تعداد میں پائی جاتی ہیں کہ ان کی تجارت سے ملک کو فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

ملک کے اطراف و اکناف خصوصاً ... کے قریب بیدر کے دیہات اور گھنے جنگل ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ بیدر کی قسم کچھ زیادہ پختہ نہیں۔ تاہم بیدر کے اس کمال کے زمانہ میں اس سے بھی بہت کچھ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ان خشک پت جھڑ جنگلوں کو چھوڑ کر حیدرآباد کا زیادہ حصہ ایسے کھلے ہوئے جنگلوں پر مشتمل ہے جسے ماہرین نباتات کانٹے دار جنگل کہتے ہیں۔ تلنگانہ کے دیگر علاقے اور مرہٹواڑی کا بیشتر حصہ ... اور ... پہاڑوں کے جنگلوں کے سوا زیادہ تر اسی قسم کی ساخت رکھتا ہے۔ یہ خصوصاً خشک میدانی علاقے ہیں جن میں بعض وقت کوسوں تک کوئی قابل لحاظ تناور درخت نہیں نظر آتا۔ اور وہ زیادہ تر متوسط قد کے درختوں اور کانٹے دار جھاڑیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اگر آپ عثمان ساگر کے گرد و نواح سے گزرتے ہوئے وقار آباد کے رخ نکل جائیں تو آپ کو اس قسم کے جنگل کا ایک خاکہ نظر آئے گا اور ممکن ہے کہ بعض لوگ اسے جنگل کہتے بھی تامل کریں۔ زیادہ محفوظ حصوں میں ان کے درمیان ساگوان، تیندو، ... کے علاوہ نیم اور ببول کی وہ تین قسمیں پائی جاتی ہیں، دریاؤں اور نالوں کے کنارے کنارے یا ان کے ریتیلے خشک فرشوں پر جھاؤ اور ببول کی اقسام پائی جاتی ہیں۔ ان جھاڑی دار جنگلوں میں دیکھنے میں بھی موجود ہیں جن میں ناڑ ... بعض کا شاخیں عمدہ گھاسیں پائی جاتی ہیں لیکن غیر محتاط چرائی اور کٹائی کی وجہ سے جنگلوں کی طرح ہمارے ریوڑوں کو بھی تیزی سے نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور کاشتکاری جنگلی باجرہ اور بڑی بیاں کی قسم کی گھاسیں پیدا کرنے والی گھاسیں جنہیں ... کہتے ہیں اس کثرت سے پیدا ہو رہی ہیں کہ ان کی وجہ ان کا ... کی وجہ سے جنگلوں میں اور دوسری گھاسیں اور درخت جڑ نہیں پکڑ سکتے اور نہ ان رقبوں میں کاشت کی جا سکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ گھاس بھی ایسے علاقوں میں تیزی سے پھیلتی جا رہی ہے۔ ان خشک کانٹے دار جنگلوں کے علاوہ اورنگ آباد کی حدود میں بھی جنگل ملتے ہیں۔ اس علاقے کے میدانوں میں مٹی عموماً سیاہ اور چکنی ہے لیکن پہاڑی حصہ جو سلسلہ سہیادری پربت کے نام سے مشہور ہے ... اور ... کے شمال گزرتے ہوئے ... سے ... اور اجنتا پہاڑ کے نام سے مشہور ہے چنانچہ اس حصہ کے جنگل خشک کانٹے دار جنگلوں کے مقابلے میں واضح طور پر ... جاتے ہیں۔

ہمارے جنگلوں کے کئی دشمن ہیں مثلاً نقصان رساں کیڑے، دیمک، ... جانور اور نقصان دہ پودے۔ لیکن یہ تجربے کی بات ہے کہ ان سب میں جنگلوں کا دشمن نمبر ایک انسان ہے۔ ... اور جلانے کی لکڑی کے ... استعمال سے جنگل تباہ ہو جاتے ہیں اور ... جنگل برباد ہو گئے ہیں ... تخریبی اثرات سے ... کی وجہ سے ... جنگل کی پیدائش کی ... نہیں کی جا سکتی۔ جب تک کہ ... جنگلات کی نگرانی میں نہ ... جنگل ... نہ جا سکیں گے۔

بقیہ صفحہ ۵

عرب ممالک کی آزادی

جب تک متحدہ اقوام کا مجلس اس علاقہ میں اجتماعی حفاظت سے متعلق کوئی فیصلہ نہ کرے۔ اس تاریخ تک فرانسیسی حکومت اپنی فوجوں کی ایک مناسب تعداد لبنان میں رکھے گی۔

اس بیم اور شرط ما مجھوتے کے شائع ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد فرانس اور برطانیہ کے نمایاں اخباروں کی زبانوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ برطانوی حکام ان علاقوں سے اپنی فوجیں ہٹانا نہیں چاہتے تھے۔

ایک طرف پریس اور لنڈن ان غلط فہمیوں سے متعلق مباحثہ میں مصروف تھے اور دوسری طرف عرب ملکوں میں اس مجھوتے کے خلاف احتجاج شدت اختیار کرتا جارہا تھا خصوصاً لبنان میں اس کے خلاف بڑے بڑے مظاہرے ہورہے تھے کیونکہ اس مجھوتے کی رو سے یہ طے کیا گیا تھا کہ آئندہ بیرونی فوجوں کا مرکز لبنان ہی کو بنایا جائے گا۔

ان تمام مظاہروں اور احتجاج کے باوجود موجودہ صورت یہ ہے کہ بیرونی فوجیں لبنان اور شام میں اب بھی موجود ہیں اس پس منظر میں ایک اور چیز کا اضافہ ہوگیا ہے اور وہ فرانس اور برطانیہ کی آپس کی غلط فہمیاں ہیں لیکن ان غلط فہمیوں کا باوجود یہ دونوں حکومتیں ایک بات پر بالکل متفق ہیں۔ وہ یہ کہ دونوں اپنی فوجیں ان ملکوں سے ہٹانا نہیں چاہتیں۔

اشتہار

حاضری محکمہ صوبہ داری صوبہ گلبرگہ شریف واقع ۱۴ اسفندارمذ ۱۳۵۴ف مسل ۱۴۵ / ۴۴-۱۳۴۳ صیغہ مرافعہ

مقدمہ: تجویز ثانی خواہ ۔ باچراؤ ولد راجی بنام سجابائی وغیرہ۔

دعوئے وراثت۔ گنگابائی کھاتہ دارہ

مسماۃ سجابائی زوجہ باچراؤ قوم مرہٹہ عمرہ ۳۰ سالہ پیشہ خانہ داری ساکن موضع سانگولی حال مقام کوپ تعلقہ لاتور ضلع عثمان آباد۔

وانتابائی زوجہ کاشی ناتھ قوم مرہٹہ عمر ۳۰ سال پیشہ خانہ داری ساکن حسب الحال مقام کوپ تعلقہ لاتور جو مسماۃ گنگابائی زوجہ مشل راؤ کھاتہ دارہ موضع کوپ کی دختران ہیں کو متعدد مرتبہ بذریعہ سمن محکمہ ہذا میں بغرض وراثت گنگابائی طلبی عمل میں آئی۔ مگر بوجہ عدم تعمیل سمن اون کے جانب سے جوابدہی نہیں ہورہی ہے۔ اس لئے بذریعہ ہذا آگاہ کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۱۴ اردی بہشت ۱۳۵۵ف محکمہ ہذا میں حاضر رہ کر بوقت ۱۱ بجے دن اصالتاً وکالتاً پیروی کی جائے بصورت غیر حاضری روئداد مشل پر سے تصفیہ کیا جائیگا پھر کوئی عذر مسموعہ نہ ہوگا۔ فقط

مہر دستخط مددگار صوبہ داری

اشتہار

از محکمہ عدالت دیوانی منصفی تعلقہ مرسلہ ضلع کریم نگر۔ مورخہ ۱۵ فروردی ۱۳۵۵ف

در مقدمہ ۲۶ بابتہ ۱۳۵۵ف ۔ باجلاس خالد عبدالرحمن صاحب منصف تعلقہ گرڈی دھرمیا وغیرہ مدعیان بنام سارم چی وینکیا وغیرہ مدعی علیہم

دعوئے دخلیابی اراضی

بنام گرڈی نارائن ولد دھرمیا قوم ریڈی عمرہ ۳۰ سال پیشہ زراعت ساکن موضع وڈلہ تعلقہ ہرگاوہ مقدمہ مدعیان نے ایک دعویٰ بابتہ دخلیابی اراضی عدالت ہذا میں دائر کیا ہے۔ تمہارے نام سمن اجرا کیا گیا جو تمہاری عدم موجودگی کی وجہ سے تعمیل نہ پایا۔ لیکن تم غیر حاضر رہے۔ لہذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بتاریخ ۲۰ فروردی ۱۳۵۵ف یوم چہارشنبہ بوقت ۱۱ بجے اصالتاً یا وکالتاً یا مختاراً جو مقدمہ کے حالات سے واقف کرایا گیا ہو حاضر ہو کر مقدمہ کی جوابدہی کرو بصورت غیر حاضری یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائیگی پھر تمہارا کوئی عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔

آج بتاریخ ۵ فروردی ۱۳۵۵ف بدستخط میرے ومہر عدالت جاری کیا گیا۔

مہر دستخط سررشتہ دار صاحب عدالت

تصحیح

آل انڈیا جنرل انشورنس کمپنی لمیٹڈ

۷ فروری کی اشاعت میں کمپنی ہذا کے جاری و فروخت شدہ سرمایہ کے اعداد غلط شائع ہوگئے۔ صحیح اعداد ایک کروڑ پچیس لاکھ ہیں۔ ناظرین صحت فرمالیں۔

اشتہار

حاضری مدعی علیہ بموجب عدالت نظامت دیوانی ضلع گلبرگہ جاگیر نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہم۔

در مقدمہ ۱۶ سنہ ۱۳۵۵ف۔ باجلاس مولوی سید تقی حسین صاحب ناظم عدالت ضلع گلبرگہ

سرپا بنام سنگن گوڑہ۔ دعویٰ دلاپانے زر نقد (۱۶۰ مع ۵ سوا سو) بنام سنگن گوڑہ ولد بھیم گوڑہ عمر ۵۰ سال قوم لنگایت پیشہ مقدم مال و کوتوالی سکنہ گلگہ تعلقہ بیدر گہ۔

چونکہ تمہارے نام بغرض حاضری و جوابدہی عدالت ہذا سے متعدد مرتبہ سمن جاری ہوئے لیکن تم حاضر ہوئے اور نہ مقدمہ کی جوابدہی کی۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تم کو مطلع کیا جاتا ہے مدعی کی درخواست بازدوری منظور ہو کر اصل مقدمہ بحضور آچکا ہے۔ تاریخ پیشی ۳۰ فروردی سنہ ۱۳۵۵ف یوم یکشنبہ مقرر کی گئی ہے لہٰذا تاریخ مقررہ پر تم اصالتاً یا وکالتاً بحضور عدالت حاضر ہوکر جوابدہی پیش کریں ورنہ حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی بعد کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

اشتہار ہذا آج بتاریخ ۹ فروری ۱۳۵۵ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

ثبت مہر دستخط ناظم صاحب عدالت۔

اشتہار

منکہ عدالت منصفی تعلقہ مرسلہ ضلع کریم نگر

واقعہ فروردی سنہ ۱۳۵۵ف

در مقدمہ ۱۹/۱ رجسٹر نمبر (۱) بابتہ سنہ ۱۳۵۵ف

باجلاس حافظ عبدالرحیم میرزا منصف تعلقہ مرسلہ

رو مقدمہ راجہ لنگم مدعی بنام سرکے لا شالو مدعا علیہ۔ دعویٰ زر نقد بیعنی الہ [illegible] اصل سود

بنام سرکے لا شالو ولد ملیا گوم قوم جنیڈر عمر ۴۰ سال پیشہ گہ وار مزد افتہ ساکن [illegible]

[illegible] بنام مقدمہ مدعی نے ایک عرضی بابتہ زر نقد عدالت ہذا میں دائر کی ہے [illegible] سمن جاری کیا گیا جس کی تعمیل نہ ہو سکی [illegible] اشتہار جاری کیا گیا [illegible] ۱۳۵۵ف یوم [illegible] مقرر ہے حاضر عدالت ہو کر مقدمہ کی جوابدہی اصالتاً یا وکالتاً [illegible] ورنہ یکطرفہ کارروائی کی جائے گی اور کوئی عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔

ثبت مہر دستخط [illegible] صاحب عدالت

ادویات کا نیا اسٹاک

ہر وقت

سٹی میڈیکل ہال گلزار حوض حیدرآباد دکن

سے دستیاب ہو سکتا ہے

مہاراجہ وجیٹبل ہیر آئیل

طلائی تمغہ یافتہ

بالوں کو بڑھاتا، سفیدی کو روکتا اور دماغ کو قوت آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے

بھگوان اینڈ کمپنی گلزار حوض

ہندوستان کے بہترین ٹائیلٹ

تابیلا

تابیلا کریم، اسنو، برلن ٹامن، امنڈ ہیر آئیل، لیونڈر استعمال فرمائیے۔

ریڈیو اینڈ ٹاکی ہوز

پارچہ جات

الفریڈی خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ سید آباد

فون نمبر (۲۸۴۰)

سٹانڈرڈ فارماسیوٹیکل ورکس لمیٹڈ کلکتہ

ڈپو برائے ممالک محروسہ سرکار عالی ۲۔۴۸ سلطان بازار حیدرآباد دکن

جملہ بی پی ٹنکچرس، ایالوئیڈیکل اور کیمیکل انجکشنس کے علاوہ

زود اثر پیٹنٹ ادویات ماہرین کی

زیر نگرانی تیار کیے جاتے ہیں